آثارِ علمیہ

صحیح بخاری کا ایک تاریخی نسخہ

مجد الدّین فیروز آبادی اور دولت رسولیہ

(از افادات مولانا ابو الکلام آزاد رحمہ اللہ تعالیٰ)

مولانا مرحوم کا یہ مقالہ الہلال (دورِ جدید) ع۱۴ جلد اول مجریہ ربیع الاول ۱۳۴۶ھ دسمبر ۱۹۲۷ء میں شائع ہوا تھا۔ ذورِ معلومات کے اعتبار سے یہ مقالہ بھی مرحوم کی عظیم شخصیت کا مظہر ہے۔ دوسرے سینکڑوں واقعات کی طرح اس تاریخی واقعہ سے بھی اندازہ ہوتا ہے۔ کہ ہمارے زریں دور میں حدیث نبوی خصوصاً حضرت امام محمد بن اسماعیل بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی الجامع الصحیح سے سلاطین تک کو کسی قدر اعتناء تھا اور کس اہتمام سے ــــ کتاب اللہ کے بعد ــــ روئے زمین پر اس صحیح ترین مبارک کتاب کے درس و تدریس کا سلسلہ جاری تھا ــــ!

جناب مولانا محمد اسماعیل صاحب دام مجدہ العالی کے کتب خانہ میں بھی صحیح بخاری کا ایک نسخہ موجود ہے جو غالباً نویں صدی ہجری کا مکتوبہ ہے۔ اور جس پر علامہ مجد الدین فیروز آبادی کے دستخط ثبت ہیں۔ دوسرے کسی وقت میں اس مبارک نسخہ کی کیفیت بھی انشاء اللہ لکھی جائے گی۔ (رحیق)

انسان کی طرح کتابوں کی بھی زندگی ہے جس طرح انسان پر پیدائش و موت، اقامت و سفر غربت و ہجرت اور عروج و زوال کے حوادث و ایام گزرتے ہیں۔ ٹھیک اسی طرح کے حوادث و ایام سے فکر انسانی کی ان کاغذی مخلوقات کی تاریخ بھی مرتب ہوتی ہے ایک شخص دنیا کے کسی خاص حصے میں پیدا ہوتا ہے۔ لیکن سیلاب حوادث اچانک اسے دنیا کے ایک دور دراز حصے میں پہنچا دیتے ہیں جس کا اسے کبھی وہم و گمان بھی نہ ہوا ہوگا یہی حال دنیا کی مشہور و معروف کتابوں اور ان کے تاریخی نسخوں کا بھی ہے۔ سینکڑوں ہزاروں

کتابیں اور ان کے نسخے آج دنیا کے مختلف حصوں میں موجود ہیں۔ اگر ان کی تاریخی حیات پر نظر ڈالی جائے تو انقلاب و حوادث عالم کی ایک عجیب و غریب داستان نمایاں ہو جائے گی۔ نہیں معلوم انتقال اور تغیر کی کیسی کیسی منزلوں سے گزرنے کے بعد، وہ اپنے مولد و منشا کی جگہ ان مقامات میں آج پناہ گزیں ہو سکے ہیں۔ بہت ممکن ہے کہ ایک کتاب اب سے ایک ہزار برس پہلے دنیا کے کسی ایک گوشہ میں پیدا ہوئی ہو۔ اور آج دس صدیوں کے ان انقلابات و تغیرات کے بعد جن سے بے شمار ملکوں اور قوموں کی موت و حیات اور عروج و زوال کی داستانیں وابستہ ہیں۔ دنیا کے ایک دوسرے انتہائی گوشہ میں پہنچ گئی ہو۔

ایک نسخہ کی سوانح حیات شیخ ابو اسماعیل ازدی نے دوسری صدی ہجری کے وسط میں فتوح الشام کی روایات جمع کیں۔ صاحب ابن عباد نے چوتھی صدی ہجری میں اپنے خزانہ کتب کے لیئے اس کا نسخہ ابن فارس امام لغت و عربیہ کی زیر نگرانی و تصحیح لکھوایا۔ پانچویں صدی میں یہ نسخہ نہیں معلوم حوادث و تغیرات کی کتنی منزلیں طے کر کے غزنی پہنچا۔ اور سلاطین غزنویہ کی مواہیر اس پر ثبت ہوئیں۔ پھر غزنی سے نکل کر دشت غربت و ہجرت کی نئی نئی منزلیں طے کیں، اور تمام بلاد ایران و عراق طے کر کے مصر جا پہنچا۔ چنانچہ ساتویں صدی کے اواخر میں شیخ ابو العلی مصری کا دستخط اس پر ثبت ہوا اور نصف صدی تک اسی سرزمین میں مقیم رہا۔ پھر اس کے بعد یہی نسخہ یمن پہنچتا ہے۔ اور کتب خانۂ شاہی کی مہر اس پر ثبت ہوتی ہے۔ نیز بعض سلاطین یمن اسی نسخے پر اس کی قرأت و درس کی اجازت اپنے شیوخ سے لیتے ہیں۔ پھر یمن سے یہ نسخہ نکلتا ہے، اور کالی کٹ (مالابار) پہنچتا ہے۔ مگر یہاں کی آب و ہوا راس نہیں آتی، اور تھوڑے ہی عرصہ کے بعد دکن پہنچ کر سلاطین عادل شاہی کا مہمان ہوتا ہے۔ یہاں عرصہ تک مقیم رہتا ہے۔ لیکن اس کے بعد پھر طرح طرح کے تغیرات و حوادث پیش آتے ہیں۔ یہاں تک کہ بالآخر یہ نسخہ ۱۷۹۹ء میں ایک فرانسیسی کے ہاتھ لگتا ہے۔ اور اب پیرس کے قومی کتب خانے میں محفوظ ہے۔

کتاب عراق میں پیدا ہوئی، رے میں لکھی گئی۔ غزنی میں مقیم ہوئی۔ غزنی سے مصر پہنچی مصر سے یمن، یمن سے مالابار، مالابار سے بیجاپور، بیجاپور سے پانڈی چری۔

پانڈی چری سے ایشیا اور یورپ کے تمام بری اور بحری فاصلے طے کر کے پیرس دارالحکومت فرانس میں!

بہ بیں تفاوتِ راہ از کجاست تا بکجا

ہندوستان کا گذشتہ دورِ علم اس سلسلہ میں ہندوستان کا پچھلا دورِ علم خصوصیت کے ساتھ قابل ذکر ہے۔ یہ ملک عربی و اسلامی تمدن کے تمام بڑے بڑے مرکزوں سے بعید و مہجور تھا۔ دمشق بغداد، قاہرہ، اندلس، خوارزم، شیراز، رے، اصفہان، یمن وغیرہ ممالک، عربی و اسلامی تمدن کے وقتاً فوقتاً مرکز رہے۔ لیکن ہندوستان ان میں سے کسی ملک سے بھی متصل اور قریب نہ تھا۔ تاہم ہندوستان میں وقتاً فوقتاً علوم عربیہ و اسلامیہ کے جیسے جیسے عظیم الشان ذخیرے جمع ہوئے اور عربی علوم کے اصولی نسخوں اور امہات نقل و کتابت کا جیسا قیمتی سرمایہ فراہم ہوا۔ وہ کسی طرح بھی اسلامی تمدن کے مرکزی مقامات سے کمتر قرار نہیں دیا جا سکتا۔ اور ہندوستان کے امراء و علماء کی علمی قدر دانیوں اور علمی مساعی کی حیرت انگیز شہادت بہم پہنچاتا ہے گذشتہ نو صدیوں کے اندر بے شمار ملکی انقلابات پیش آئے۔ ہر انقلاب میں علم و تمدن کا پچھلا ذخیرہ برباد ہوا۔ اور نئے ذخیروں کی از سرِ نو بنیادیں پڑیں۔ خصوصاً سترھویں صدی کے اوائل سے لے کر غدر ۱۸۵۷ء کی انقلابی بربادیوں تک کا زمانہ تو علمی ذخائر کی تباہیوں کا ایک مسلسل دور تھا۔ بلا مبالغہ کہا جا سکتا ہے کہ جونپور، مالوہ، دکن، دہلی، آگرہ، لکھنؤ اور مرشد آباد میں نو سو برس کے اسلامی تمدن نے جس قدر ذخائر علم جمع کئے تھے، ان کا دو تہائی حصہ یک قلم برباد ہو گیا۔ اور ایک تہائی حصہ جو باقی رہا۔ اس کا بھی بڑا حصہ منتشر ہو کر یا تو یورپ پہنچ گیا۔ یا گمنام اور مجہول گوشوں میں ناپید ہو گیا۔ بایں ہمہ آج بھی ہندوستان کی فراہم شدہ کتابوں کا جس قدر سراغ خود ملک کے اندر یا ملک سے باہر لگ سکتا ہے۔ اس سے ہم اس کی عظمت و کثرت کا وثوق کے ساتھ اندازہ لگا سکتے ہیں۔ عربی و اسلامی علوم و فنون کی کوئی شاخ بھی ایسی نہیں ہے۔ جس کی امہات کتب کے اصولی نسخے (یعنی وہ نسخے جو یا تو مصنف کے ہاتھ کے لکھے ہوئے تھے۔ یا ائمہ فن کے درس و مطالعہ میں رہ چکے تھے۔ اور اس لئے نقل لینے کے لئے زیادہ مستند سمجھے جاتے تھے۔ یا اسی طرح کی کوئی اور اہمیت رکھتے تھے) ہندوستان

نہ پہنچے ہوں۔ اور نہ صرف سلاطین و امراء کے کتب خانوں میں بلکہ ایک ایک قصبہ اور قریہ کے اندر ان کی بڑی تعداد موجود نہ ہو۔ قرآن مجید، صحاح ستہ، معاجم و مسانید، تفاسیر و شروح۔ امہات اصول و فقہ، تاریخ و علوم کے وہ نسخے جو سلاسل علم کے آئمہ و اکابر نے حجاز، عراق، مصر خوارزم، بلاد فارس، اور مغرب و اندلس میں لکھے تھے یا ان کی تصحیح کی تھی۔ نہ صرف دہلی و آگرہ کے شاہی کتب خانوں میں بلکہ جونپور اور اودھ کے قریوں تک میں موجود تھے۔ یاقوت مستعصمی کے لکھے ہوئے مصاحف اسے اور شیراز کے مجمع قراء و حفاظ کے مصححہ قرآن، حفاظ حدیث کے لکھے ہوئے یا املا شدہ مجامیع حدیث، حافظ ابن صلاح اور نووی جیسے اکابر حدیث کے دستخطی صحیحین حافظ ابوالحجاج مزی اور امام ذہبی کی مصححہ صحاح ستہ، حافظ ابن حجر اور ان کے معاصرین کی خود نوشتہ مصنفات، آگرہ اور دہلی میں اسی طرح ملتی تھیں جس طرح بغداد اور قاہرہ میں مل سکتی تھیں!

پانچ نسخے ہندوستان کے مختلف گوشوں میں اب بھی اس پچھلے دورِ علم کے نشانِ قدم باقی ہیں۔ حیرت ہوتی ہے کہ علم و فن کے ان ذخائر کی کثرت و عظمت کا کیا حال ہوگا، جو اتنی بربادیوں کے بعد بھی بے نام و نشان نہ ہو سکے۔

ہم چاہتے ہیں، اس سلسلہ میں بعض تاریخی نسخوں کا ذکر کریں۔ بالفعل پانچ نسخوں کی تاریخ پیش نظر ہے۔ یہ وہ نسخے ہیں جن میں سے کسی کی زندگی پانچ صدیوں سے کم نہیں ہے۔ اور جن پر انقلاب و حوادثِ ایام کے بڑے بڑے دور گزر چکے ہیں۔

(۱) جامع صحیح بخاری کا نسخہ رسولی مصححہ و دریتہ شیخ مجد الدین فیروز آبادی صاحب قاموس و سفر السعادۃ۔

(۲) صحیح مسلم کا نصف آخر مصححہ حافظ ابن الصلاح صاحب مقدمہ، و دریتہ حفاظ مدرسہ اشرفیہ قاہرہ۔

(۳) کتاب زاد الرفاق صلاح الدین ابیوردی دالمتوفی ۵۵۶ھ مصححہ مصنف جس پر قاضی الفاضل یعنی قاضی عبدالرحیم بن علی وزیر سلطان صلاح الدین ایوبی کا دستخط ثبت ہے۔

(۴) تاریخ مکہ ابوالفرج عبدالرحمان بن علی الجوزی مصححہ شمس الدین یوسف سبط ابن الجوزی۔

(۵) مقامات حریری کا نسخہ غرناطہ جو امیر ناصر الدین عسقلانی دالمتوفی ۷۳۳ھ کے کتب خانہ

یمن داخل ہوا - پھر ۹۰۱ھ میں دکن پہنچا - اور دکن سے ایک شائق علم شیخ محمد یوسف نامی نے حاصل کیا۔

جامع صحیح بخاری نسخہ رسولی - آج ہم صحیح بخاری کے نسخہ رسولی کے آخری صفحہ کا عکس[1] مع مختصر تشریحات کے شائع کرتے ہیں یہ نسخہ مسیح الملک حکیم محمد اجمل خان صاحب رئیس دہلی کے کتب خانہ میں موجود ہے۔ اس نسخہ کی تاریخی نوعیت حسب ذیل ہے۔

(۱) اصل نسخہ بغداد میں لکھا گیا ہے - اور وہاں درس واملاء میں رہ چکا ہے۔

(۲) بغداد سے شام پہنچا اور متعدد علماء و حفاظ حدیث نے املاء و درس کے وقت اس کی تصحیح کی اور جا بجا بین السطور اور حواشی میں اختلاف رواۃ و نسخ کی نسبت فوائد و منہیات کا اضافہ کیا۔

(۳) شام سے یہ نسخہ غالباً مصر پہنچا اور خاندان رسولی کے امراء متقیمین قاہرہ کے ہاتھ لگا جب وہ یمن پر قابض ہوئے تو ان کے ساتھ یمن پہنچ کر شاہی کتب خانہ میں داخل ہوا۔

(۴) جب شیخ مجد الدین فیروزآبادی صاحب قاموس یمن پہنچے اور سلطان ملک الاشرف رسولی نے ان سے صحیح بخاری کی اجازت حاصل کرنی چاہی، تو اسی نسخہ پر درس واملا کا سلسلہ جاری ہوا اور اتمام درس کے بعد شیخ موصوف نے اپنے قلم سے ملک الاشرف کے لئے سند و اجازت کی سطور تحریر کر دیں۔

چنانچہ کتاب کے آخر میں شیخ مجد الدین کے قلم سے حسب ذیل عبارت مرقوم ہے۔

"...... سماعا على لجميع الصحيح مولانا ومولنا وخليفة الله
في عصرنا، السلطان بن السلطان بن السلطان، المالك الملك الاشرف
ممهد الدنيا والدين، اسماعيل بن العباس بن علي بن داؤد
خلد الله سلطانه، وشيد بعدله قواعد الدين واركانه في بضع
وثلثين مجلسا من شهر رمضان، سوى المجلسين الاخرين في شوال
من عام تسعة وتسعين وسبعمائة واجزت روايته ورواية سائر
ما يجوز لي وعني روايته بشرطه. قاله وكتبه الملتجي[2] الى حرم الله تعالى

[1] افسوس ہے دوبارہ عکس نہ آسکنے کی وجہ سے ہم نہیں شائع کر سکے۔ (رحیق)

[2] وکان یحب الانتساب الی مکۃ و یکتب بخطہ الملتجی الی حرم اللہ تعالی (شذرات ۷، ۱۲۷) (رحیق)

محمد بن ابی محمد بن محمد بن ابراهیم الفیروزآبادی تجاوز الله عنه وصلی الله علی سیدنا محمد و آله و اصحابه وسلم"

یمن کے سلاطین رسولی | یمن کے خاندان رسولی کا تذکرہ عام تاریخوں میں بہت کم ملتا ہے اسلئے لوگ ان کے ناموں سے آشنا نہیں۔ اس نسخہ کی تاریخ حیات کی توضیح کے لئے ضروری ہے کہ مختصراً اس کا ذکر کر دیا جائے۔

یمن میں ساتویں صدی ہجری کے اوائل سے لے کر تقریباً نویں صدی کے درمیانی عہد تک ایک خاص خاندان کے افراد کی حکومت رہی ہے۔ جو "رسولی" کے لقب سے مشہور تھا۔ یہ لوگ اصلاً ترکمان تھے اور ترکمانوں کے "قبیلۂ منجک" سے تعلق رکھتے تھے۔ لیکن جب اتفاقاتِ وقت نے یمن جیسے خاص عربی ملک کا حکمران بنا دیا تو ضرورت ہوئی کہ کسی نہ کسی طرح اپنا سلسلہ نسب عرب سلاطین و امراء سے ملا دیں چنانچہ ظاہر کیا گیا کہ ان کے مورث اعلیٰ جبلہ بن ایہم غسانی کی نسل سے ہیں جو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں مسلمان ہو کر پھر مسیحی ہو گیا تھا، اور قسطنطنیہ چلا گیا تھا۔ الحاق نسب کی صورت یہ اختیار کی گئی کہ جبلہ عرصہ تک روم میں مقیم رہا۔ اس نے اگرچہ مسیحی مذہب اختیار کر لیا تھا۔ لیکن اس کا قلب مطمئن نہ تھا۔ مرتے وقت اس نے اپنی اولاد کو وصیت کی کہ بلادِ روم سے نکل کر اسلامی ممالک میں جائیں اور مسلمان ہو کر زندگی بسر کریں۔ وہ ترکمانوں کے قبائل میں آکر مقیم ہو گئے اور اس طرح ان کی عربیت ترکمانیت سے مبدل ہو گئی۔

اس خاندان کا پہلا فرد جو تاریخ میں نمایاں ہوتا ہے، محمد بن ہارون بن یوحی رتم ہے خلفاء عباسیہ کے زمانے میں یہ عراق آیا اور تھوڑے عرصہ کے اندر عزت و قبولیت حاصل کر لی۔ اس زمانے میں حکومت بغداد کو ایک سفیر و رسول کی ضرورت تھی۔ جو مصر و شام میں احکام خلافت کا مبلغ ہو خلیفہ نے محمد بن ہارون کا اس غرض سے انتخاب کیا، اور اس طرح یہ خاندان پہلے عراق سے شام میں، اور پھر شام سے مصر میں منتقل ہو گیا۔ بغداد کی سفارت و وکالت کی بنا پر محمد بن ہارون "رسول" کے لقب سے پکارا جاتا تھا۔ یہ لقب اس قدر مشہور ہوا کہ آگے چل کر پورا خاندان "رسول" کی نسبت سے پکارا جانے لگا۔

مصر میں جب ایوبیوں کی حکومت قائم ہوئی تو یمن اس وقت مصر کے زیر اثر تھا۔ انہوں نے وہاں

کی ولایت کے لئے توران شاہ بن ایوب کو بھیجا، اور اس کے ساتھ خاندانِ رسولی کو بھی روانہ کر دیا کیونکہ مصر میں ان کی موجودگی سیاسی مصالح کے خلاف تھی۔ عرصہ تک یہ خاندان یمن میں امراء و اشراف کی زندگی بسر کرتا رہا لیکن ساتویں صدی کے اوائل میں جب ملک ظاہر بیبرس مصر میں حکمران ہوا تو یمن میں ایسے تغیرات و حوادث پیش آئے کہ اس خاندان کو امارت سے نکل کر ریاست و فرمانروائی کی تخت نشینی کا موقعہ مل گیا۔ اور کچھ عرصہ کی کشمکش و تنازع کے بعد حکومتِ مصر نے بھی اس کا استقلال تسلیم کر لیا۔ اس خاندان کا پہلا حکمران ملک المنصور نورالدین عمر بن علی بن رسول تھا۔ یہ ۶۲۸ھ میں مسند نشین ہوا اور ۶۴۷ھ میں اپنے غلاموں کے ہاتھوں قتل ہوا۔ یمن کے علاوہ حجاز و حرمین کی حراست و خدمت بھی نکل کر اسی حکمران خاندان کے قبضہ میں آگئی تھی۔

ملک الاشرف اسی سلسلہ حکومت کا ساتواں فرمانروا ملک الاشرف اسماعیل بن عباس بن علی بن داؤد رسولی تھا۔ جس کا اس نسخہ کی تحریر میں ذکر ہے۔ اور جس کے کتب خانہ سے یہ نسخہ نکل کر کسی طرح ہندوستان پہنچ گیا ہے۔

ملک الاشرف ۲۱ شعبان ۷۷۸ھ میں مسند نشین ہوا اور ۸۰۳ھ میں انتقال کر گیا۔ شیخ شرف الدین بن ابی بکر المقری نے مرثیہ لکھا تھا۔ جس کے اشعار حافظ ابن حجر نے نقل کئے ہیں۔

هو الدهر كرت بالخطوب نتائبه

دغضت بانياب حداد نوائبه

تمام مورخین بالاتفاق شہادت دیتے ہیں کہ اس خاندان کے تمام سلاطین اہل علم و فضل تھے اور علم و فضل کی قدر شناسی میں اپنا عدیل نہیں رکھتے تھے۔ اس خاندان کا پہلا فرمانروا جس نے حکومت مصر کی نیابت سے ترقی کر کے استقلال و فرمانروائی کی حیثیت حاصل کر لی، سلطان نورالدین تھا۔

الخزرجی صاحب عقود اللؤلؤیہ (جس کا ذکر آگے آتا ہے) لکھتا ہے کہ اس کی زندگی کی سب سے بڑی مشغولیت یہ تھی کہ اطرافِ عالم سے اہل علم و فضل کو یمن و حجاز میں جمع کرے۔ اور مدارس و مساجد سے اپنی مملکت معمور کر دے۔ مکہ معظمہ، تعز، عدن، زبید، وادی سہام اور تہامہ کے ایک ایک قصبہ میں اس نے مدرسے اور مسجدیں تعمیر کیں۔ مکہ معظمہ کا مدرسہ اس عہد کے تمام مدارس حجاز پر فوقیت رکھتا تھا۔ زبید میں تین مدرسے الگ الگ تعمیر کئے۔ مدرسہ شافعیہ، مدرسہ حنفیہ،

اور دار الحدیث۔ ان سب کے لئے اوقاف و محاصل تھے۔ جن میں مدرسین و طلباء کو وظائف دیئے جاتے تھے۔ (جلد اول: ۴۰۸) ملک المظفر جو اس سلسلہ کا دوسرا فرمانروا ہے، "وہ نہ صرف علوم کا قدرشناس اور مدارس و جوامع کا بانی تھا۔ بلکہ خود بھی صاحب علم و فضل تھا۔ تفسیر، حدیث اور طب میں اس کی مصنفات کا حافظ ابن حجر عسقلانی اور قاضی شوکانی نے ذکر کیا ہے۔ الخزرجی لکھتا ہے کہ حدیث کی تمام امہات کتب اس نے اپنے قلم سے لکھی تھیں۔ ان کی تعداد و ضخامت دیکھ کر تعجب ہوتا ہے کہ حکومت کی آلودگیوں کے ساتھ علم و کتابت کے لئے اتنا وقت کیونکر نکل سکا؟ اس کے علمی شوق کا یہ حال تھا کہ امام فخر الدین رازی کی تفسیر کبیر جب اس کی نظر سے گذری تو بعض حصے ناقص اور تشنہ محسوس ہوئے۔ اس وقت قاہرہ میں تاج الدین بن بنت الاعز قاضی القضاۃ تھے انہیں لکھا کہ تفسیر کے مصحح نسخے بھیجدیں۔ انہوں نے چار نسخے بھیجے۔ لیکن ان سب کا بھی وہی حال تھا۔ اس پر خیال ہوا کہ خود مصنف کے قلم کا لکھا ہوا مسودہ دیکھنا چاہیئے۔ چنانچہ ایک سفارت یمن سے ہرات بھیجی گئی۔ اس نے امام موصوف کے قلم سے لکھا ہوا اصلی نسخہ بصرف کثیر حاصل کیا۔ خود سلطان موصوف کی یہ عبارت خزرجی نے نقل کی ہے۔ "میں نے جب یہ اصلی نسخہ دیکھا تو میری کاوش دور ہو گئی۔ کیونکہ اس میں وہ تمام مقامات سادہ چھوڑ دیئے گئے تھے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مصنف کا ارادہ نظر ثانی کا تھا۔ جو پورا نہ ہو سکا" (جلد ۱: ۲۲۸) جن اہل نظر نے تفسیر کا بالاستیعاب مطالعہ کیا ہے، وہ سلطان موصوف کی صحت نظر و رائے کی تصدیق کرینگے

اسی خاندان کا تیسرا حکمران الملک المؤید تھا جس کی نسبت خزرجی نے تصریح کی ہے کہ اس کی تصنیف مختصر کتاب الجمہرہ علماء عصر میں مقبول و مشہور ہے۔

ملک الاشرف کے باپ ملک الافضل کا ترجمہ حافظ ابن حجر عسقلانی نے درر کامنہ میں درج کیا ہے۔ وہ لکھتے ہیں علم و فضل کا قدرشناس تھا۔ اور خود بھی تمام علوم عربیہ و دینیہ میں درجۂ رسوخ و نظر رکھتا تھا۔ اس کی مصنفات میں سے یمن کی دو تاریخیں۔ تاریخ ابن خلکان کا مختصر، اور فن انساب میں بغیۃ ذوی الہمم اس درجہ کی کتابیں تھیں، جن کی اہمیت کا تمام اکابر مصر و شام نے اعتراف کیا تھا۔

خود ملک الاشرف کا رجس کے کتب خانہ کا یہ نسخہ ہے اور جس نے اس پر فیروزآبادی

سے سند حدیث لی، یہ حال تھا کہ مصر، حجاز، شام، عراق اور بلاد فارس تک کے علما کو اس کی قدرشناسیوں نے کھینچ بلایا تھا۔ اس نے بھی اپنے پیش روؤں کی طرح بلاد یمن و حجاز میں متعدد عظیم الشان عمارتیں درس و ترویج علم کے لئے تعمیر کیں اور بڑے بڑے محاصل ان کے مخارج کے لئے وقف کر دیئے۔ وہ خود بھی صاحب علم و فضل تھا اور علوم لغۃ و ادب اور فقہ و حدیث کا ہمیشہ اشتغال رکھتا تھا۔ اس کی علمی قدر دانیوں کا اندازہ کرنے کے لئے صرف وہی معاملات کفایت کرتے ہیں، جو اس میں اور فیروز آبادی میں پیش آتے رہے۔ عربی لغت کی سب سے زیادہ مقبول و متداول کتاب القاموس اسی کی قدر دانیوں نے فیروز آبادی سے لکھوائی تھی۔ چنانچہ قاموس کے دیباچہ میں مصنف اس خاندان کے مدح کرتے ہوئے لکھتا ہے۔

مولی ملوائ الارض من فی وجھہ

مقباس نور ایما مقباس

مجد الدین فیروز آبادی ان اکابر علم میں سے تھے جنہیں سلاطین وقت کی فیاضیوں نے صف علم کی طرح صف امارت میں بھی ممتاز کر دیا تھا۔ ان کا سن ولادت ۷۲۹ھ ہے اور تاریخ وفات ۲۰ شوال ۸۱۷ھ گازرون میں پیدا ہوئے۔ شیراز میں ابتدائی تعلیم حاصل کی اور عراق اور مصر و شام کے آئمہ علوم سے تکمیل کی۔ ان کے اساتذہ میں وقت کے تمام آئمہ علوم مثلاً شیخ تقی الدین سبکی، ابن مظفر النابلسی، حافظ علائی، ابن نباتہ، عز الدین ابن جماعت وغیرہم کے نام نظر آتے ہیں۔ امام ابن قیم بھی ان کے اساتذہ میں ہیں۔ یہ انہی کے فیض تلمذ کا نتیجہ تھا کہ اگرچہ ان کی ابتدائی نشو و نما فقہاء شافعیہ کے زیر اثر ہوئی لیکن تقلید کی بندشوں سے آزاد ہو گئے اور اصحاب تحقیق و اجتہاد کا ذوق و مشرب پیدا ہو گیا۔ چنانچہ ان کی کتاب سفر السعادۃ اور الاسعاد فی رتبۃ الاجتہاد میں اس ذوق کی جھلک صاف نمایاں ہے۔ اس عہد کے سلاطین میں کوئی بادشاہ ایسا نہیں ہے۔ جس نے ان کی قدر داتی نہ کی ہو۔ شاہ منصور بن شجاع صاحب تبریز، ملک الاشرف صاحب یمن، بایزید یلدرم تیمور صاحب قرآن، احمد بن اویس صاحب بغداد۔ ناصر الدین محمد شاہ دہلی۔ ان سب کے درباروں میں وہ پہنچے اور انعام و اکرام سے مالا مال ہوئے۔ ۷۹۶ھ میں ہندوستان سے واپس جاتے ہوئے سواحل یمن میں اترے۔ اور ملک الاشرف سلطان یمن سے ملاقات ہوئی۔ ۱۵۰۰ ان کے

فضل و کمال کا غلغلہ پہلے ہی سن چکا تھا۔ یہ موقعہ غنیمت تصور کیا اور یمن کی اقامت پر اصرار کیا۔ اس زمانے میں یمن کے قاضی القضاۃ جمال الدین الریمی شارح التنبیہ کا انتقال ہو گیا تھا اور منصب خالی تھا۔ یہ اس منصب پر مامور ہوئے اور بیس سال تک یمن کے قاضی القضاۃ رہے۔

نسخہ کی تاریخی توثیق | خوش قسمتی سے یمن کے خاندان رسولی کی ایک مستقل تاریخ شائع ہو گئی ہے۔ یہ شیخ علی بن الحسن الخزرجی کی العقود اللؤلؤیہ فی تاریخ الدولۃ الرسولیہ ہے جسے دو جلدوں میں گب میموریل فنڈ کے امینوں نے قاہرہ میں چھپوا کر شائع کیا ہے۔ اس کا اصلی نسخہ یمن سے عہد عالمگیری میں ہندوستان آیا تھا۔ اور معتمد خان عالمگیری کے کتب خانے میں داخل ہوا تھا۔ وہاں سے نکلا اور محمد شاہ کے عہد میں اس کے وزیر قمر الدین خاں منت کے قبضے میں آیا قمر الدین خاں کے کتب خانے سے نکل کر وارن ہیسٹنگز کے پاس پہنچا۔ اس نے انڈیا آفس کے کتب خانے کی نذر کر دیا۔

اس تاریخ میں سلاطین رسولیہ کے عہد کے واقعات روزنامچہ کی طرح تاریخ وار درج ہیں۔ میں نے اس خیال سے ملک اشرف کے زمانے کے واقعات پر نظر ڈالی کہ شائد اس نسخے کے درس و املا کی طرف کوئی اشارہ مل جائے۔ میرا قیاس صحیح نکلا۔ فیروز آبادی نے صحیح بخاری کے درس و املا کی جن مجالس کا اپنی عبارت میں ذکر کیا ہے ٹھیک انہیں تاریخوں میں اس کا ذکر خزرجی نے بھی کیا ہے۔

۷۹۶ھ کے واقعات میں لکھا ہے۔

"۲۴ رمضان کو یمن میں امام فقیہ علامۃ القاضی الاجل مجد الدین محمد بن یعقوب الشیرازی پہنچے۔ سلطان نے ان کا بڑا اعزاز و اکرام کیا۔ چار ہزار درہم بطور رقم ضیافت کے پہلے ہی دن مرحمت فرمائے[1]۔ اس سے پہلے چار ہزار درہم عدن بھیجے گئے تھے۔ تاکہ عدن سے زبید تک کے مصارف سفر میں مدد دیں۔ شیخ موصوف علوم حدیث، نحو، لغت، تاریخ اور فقہ میں درجۂ مشیخیت رکھتے ہیں ان کی مصنفات میں سے بخاری کی شرح ہے جو نہایت منشرح اور مفید ہے" (جلد ۲: ۲۶۵)

---

[1] بلکہ اپنی لڑکی کا رشتہ بھی ان سے کر دیا۔ وکان السلطان الاشرف قد تزوج ابنتہ لمزید جمالہا (البدر الطالع صفحہ ۲۸۱/ ۲۷۰ رحیق)

پھر ۷۹۷ھ کے وقائع میں لکھا ہے کہ ۲۰ ذی الحجہ کو شیخ مجد الدین قاضی القضاۃ مقرر کئے گئے اور سلطان کا فرمان اس بارے میں شائع ہوا (صفحہ ۲۷۸)

۷۹۹ھ کے وقائع میں لکھا ہے۔

"وفی شهر رمضان من هذه السنة سمع السلطان صحیح البخاری من حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی القاضی مجد الدین یومئذ و کان ذا سند عال من طرق شتیٰ" (ص۲۸۶)

اس تصریح سے عبارت مندرجہ نسخہ کی پوری توثیق ہوگئی۔ معلوم ہوگیا کہ سلطان ملک الاشرف نے فیروز آبادی سے صحیح بخاری کی سند و اجازت حاصل کی تھی، اور رمضان میں املاء و سماع کا سلسلہ جاری رہا تھا۔ جو نسخہ زیر درس و املاء رہا۔ اور جس پر سند دی گئی، وہ یہی نسخہ ہے۔ نہیں معلوم اس نسخہ پر ایام و حوادث کے کیسے کیسے تغیرات گذر چکے ہیں!

یہ کتابیں ضرور منگائیے

صحیح بخاری شریف مترجم بین السطور فی پارہ دو روپے
صحیح مسلم شریف مترجم مع شرح نووی فی جلد ۸ روپے
ابن ماجہ شریف اردو کامل ۱۲/-/- روپے۔ غنیۃ الطالبین
کامل اردو دس روپے۔ سہ سالہ بیس آدمی ختم ہوگیا ہے
اب کوئی صاحب طلب نہ فرماویں، رسالہ گیارھویں شریف
مع پانچویں شریف چھپ کر آگیا ہے۔ ایک ایک آنے
والے چار ٹکٹ بھیج کر طلب کیجئے۔

مکتبہ شعیب برنس روڈ کراچی ۱

مطبوعات المکتبۃ السلفیہ لاہور

سنن نسائی شریف عربی مع التعلیقات السلفیہ	۴۰/-/-
حیات امام احمد بن حنبل مجلد (طبع دوم)	۱۰/-/-
حیات شاہ ولی اللہ دہلوی مجلد	۶/-/-
الفوز الکبیر عربی ٹائپ (زیر طبع)	۳/-/-
دیوان حماسہ بحاشیہ مولانا اعزاز علی مرحوم (عربی) (عنقریب طبع ہو جائے گا)	۱۲/-/-
اصول تفسیر اردو (از ابن تیمیہ)	-/۱۲/-
پیارے رسول کی پیاری دعائیں	-/۸/-

پاکستان میں اسلام کے خلاف عملی سازش پتہ ذیل پر آج ہی چھ آنے کے ٹکٹ بھیج کر احتجاج نمبر طلب فرمالیجئے جس میں اسلام کے خلاف اس گہری سازش کو بے نقاب کر دیا گیا ہے **منتظم صحیفہ اہلحدیث کراچی ۱**